Research Journal Ulum-e-Islamia

Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum.e.Islamia/index

ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)

E-Mail: muloomi@iub.edu.pk Vol.No: 29,Issue:02 .(July-Dec) 2022

Published by:Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

رؤیت ہلال میں فلکی حسابات اور کلینڈر کا اعتبار، پاکستانی رؤیت ہلال کمیٹی کے تناظر میں

Reliability of Astronomical Calculations and Calendar in Ruit Hilal, in the context of Pakistani Ruit Hilal Committee

Abu Anas Rafi Ullah Marwati

Ph.D Research Scholar, Sheikh Zyed Islamic Center, University of Karachi.

Email: m.rafiullah555@gmail.com

Dr. Muhammad Mehrban Barvi

Assistant professor, Department of Islamic Learning, Federal Urdu University Abdul Haq Campus Karachi

Email: m.mehrbanbarvi@fuuast.edu.pk

People in Pakistan have to contend with a typical predicament over the issue of moon sighting on the advent and conclusion of Ramadan every year, splitting them into three distinct groups. One group believes in total submission to Ruet e Hilal Committee's decisions, the other has no faith in the committee and the third thinks the country should follow Saudi Arabia to settle this seemingly irresolvable issue once and for all. Unfortunately, the committee's decisions only serve to fan mutual discord among the groups of different persuasions. This thesis is an attempt to find out an academic answer to the highly divisive issue by probing Sharia rules that govern moon-sighting, astronomical aspect of the question, preconditions for the acceptance of testimony for moon-sighting and justification of the testimony's rejection on the basis of scientific evidence. Since Sharia does not prohibit use of technology for the wellbeing of humans and it certainly cannot ignore major advancements in astronomy, is it therefore justified in the light of Sharia to declare sighting of the moon or otherwise on the basis of astronomical evidence? The thesis tries to find an informed answer to the foregoing question through an in-depth study of the subject to help steer Pakistani society out of this perennial dilemma and contribute to ongoing efforts for uniting them on celebration of Eid on same day across the country .

Key Words: moon, sighting, Ramadan, Ruet, Hilal, Committee, Pakistani, Sharia.

موضوع کا تعارف

وطن عزیز میں جو اسلام کا قلعہ تصور کیا جاتا ہے میں ہر سال رمضان اور عید کی چاند پر عوام سخت الجھن کا شکار ہوتی ہے اور پورا معاشرہ تین طبقوں میں تقسیم ہو جاتا ہے ایک طبقہ وہ ہے جو اپنے آپ کو مرکزی کمیٹی کے تابع سمجھتی ہے، اور دوسرا طبقہ وہ جو مرکزی کمیٹی کے اعلان کا انتظار نہیں کرتی، اور دونوں میں عدم اعتماد کی فضا قائم ہوتی ہے، جس کی وجہ سے پاکستان میں دو عید منانے کی روایت قائم ہو چکی

ہے، حالانکہ عوام کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ پورے ملک میں ایک دن روزہ رکھا جائے اور ایک ہی دن عید منائی جائے اور اس کو قابل اطمنان سمجھتے ہیں، اس کشمکش کی وجہ سے تیسرا طبقہ یہ تجویز دیتی ہے کہ روزہ اور عید سعودیہ کے ساتھ منائی جائے تاکہ یہ اختلاف ہی نہ رہے۔

اس مقالہ میں مقالہ نگار رؤیت کی شرعی اور فلکیاتی حقیقت، رؤیت سے متعلق احکام، رؤیت کی گواہی دینے، رمضان وعید کے گواہی کا نصاب اور موانع پر بحث کرے گا، نیز جب فلکیاتی حساب کا رؤیت کو مستحیل قرار دینے کو صورت میں گواہی کو رد کرنے پر روشنی ڈالے گا۔

چونکہ بلاد اسلامیہ میں ایک دن روزہ اور عید نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ اختلاف مطالع کا اعتبار اور عدم اعتبار ہے اس لئے اختلاف مطلع کو اس مقالے میں زیر بحث لایا جائے گا۔

شریعت اسلامیہ جدید آلات سے استفادہ کو منع نہیں کرتی لیکن اس کا بے جا استعمال کی بھی اجازت نہیں دیتی اور دور حاضر میں علم فلکیات نے بہت ترقی کی جس کو کلی طور پر نظر انداز کرنا شریعت کا مزاج نہیں، تو کیا علم فلکیات کے ذریعے چاند کے ثبوت کا لگانا یا اس کی وجہ سے چاند کی رؤیت کی نفی کرنا شرعاً ممکن ہے یا نہیں؟ مذکورہ آٹیکل میں اس پر دلائل کی روشنی میں بحث کی جائے گی۔

آج کا دور ٹیکنالوجی کا دور ہے، عصر حاضر میں ٹیکنالوجی نے بہت ترقی کرلی ہے، یہاں تک کہ انسان اسی ٹیکنالوجی کے ذریعے چاند تک پہنچ چکا ہے، اوراس کے ذریعے شمس وقمر اور کواکب ونجوم کی رفتار کو ریکارڈ کررہا ہے، جس کی طرف اللہ رب العزت ۱۴۰۰ سال پہلے اشارہ کیا تھا اور اس وقت یہ حقیقت بیان کی تھی کہ جب انسان کے عقل ووہم میں بھی ستاروں کے گردش کا تصور نہیں آنا مشکل تھا، اور فرمایا: کہ سورج اور چاند ایک حساب میں جکڑے ہوئے ہیں اور چل رہے ہیں [1]، دوسری آیت میں فرمایا: اور وہی اللہ ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند پیدا کئے اور سب کے سب کسی مدار میں تیر رہے ہیں [2]، اور سورج وچاند کی گردش کے ساتھ جہاں بہت سارے تکوینی معاملات متعلق ہیں اسی طرح شریعت کے بہت سارے احکام بھی سورج اور چاند کی گردش اوران دونوں کے رفتار سے متعلق ہیں، جن میں اسلام کے دو بنیادی رکن بھی شامل ہیں، نماز اور روزہ، نماز کے اوقات کا تعلق سورج کے ساتھ ہے جبکہ روزے کا تعلق چاند کے ساتھ ہے۔

چونکہ اوقات نماز میں جدید ٹیکنالوجی کی بنیاد پر سورج کے طلوع، زوال اور غروب کے جو اوقات متعین ہیں وہ قطعی ہیں اس میں کس کا اختلاف نہیں، اور اسی وجہ سے اوقات نماز میں فلکیاتی حساب کو قابل عمل قرار دیا گیا ہے۔

لیکن روزے کے معاملے میں فلکیاتی حسابات پر عمل کرنے اور ان حسابات فلکیہ کے ذریعے چاند کے ثبوت اور نفی کا حکم لگانے، یا ان حسابات کے ذریعہ گواہی کو رد کرنے میں علماًامت کا شدید اختلاف ہے، ایک طبقہ تو وہ ہے کہ جو رؤیت کے مسئلے میں بھی فلکی حسابات کو قطعی قرار دے اس کا اعتبار کرتا ہے، جبکہ دوسرا طبقہ ان حسابات سے استفادے کو شرعاً ممنوع قرار دے چکا ہے بلکہ علم نجوم سے وابستگی کو ہی ناجائز قرار دیتا ہے، جس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ: نماز کے سلسلے میں تو فلکیاتی حساب پر عمل کیا جاتا ہے لیکن روزے کے معاملے اسی حساب کو ظنی قرار دے کرنا قابل عمل کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

یہ موضوع جتنا اہم ہے اتنا ہی پیچیدہ ہے، اس کیلئے فقہاًمیں سے متقدمین کے زمانے سے لیکر معاصرین تک کی آرأ کو دیکھنا ہوگا، بالخصوص اختلاف مطالع کا اعتبار کرنے یا نہ کرنے، اسی طرح رؤیت میں فلکیاتی حساب کا اعتبار کرنے، یا رد کرنے، اگر اعتبار کیا جائے تو کس حد تک کیا جائے؟ جیسے مباحث کا تجزیہ اس وقت ممکن نہیں جب تک سلف اور خلف کے اقوال کو سامنے نہ رکھا جائے مرکزی کمیٹی

رؤیت ہلال اور حضرات علمأ کے درمیان فاصلوں کا ہونا جس کی وجہ سے یہ مسئلہ کبھی کبھار شدید نوعیت اختیار کرلیتا ہے۔ جس طرح مرکزی کمیٹی اور حضرات علمأ کے درمیان عدم مفاہمت پایا جاتا ہے اسی طرح حضرات علمأاور ماہرین فلکیات کے درمیان بھی اعتماد کا فقدان پایا جاتا ہے۔

اس لئے اس مقالے میں فقہأامت اور ماہرین فلکیات کے اقوال کی روشنی میں رؤیت ہلال میں فلکی حسابات کرنے یا نہ کرنے کا منصفانہ تجزیہ کیا جائے گا جس بنیاد قوت دلیل پر رکھی جائے گی۔

تحقیق کا مقصد اس مسلسل پیش آنے والا پیچیدہ مسئلے کا حل تلاش کرنا ہے جسکی وجہ سے ہر سال رمضان جیسے مبارک مہینے، اور عید جیسے خوشی کے موقع پر پاکستانی عوام الجھن میں مبتلا رہتے ہیں،اور اپنے آپ سے یہ سوال کرتے ہیں: کہ کیا ہم نے صحیح وقت پر روزہ رکھا؟ کیا صحیح وقت پر عید ہوئی؟

تحقیق کا ایک مقصد مرکزی کمیٹی اور دوسرے علمأ کے درمیان دوری اور عدم اعتماد کی فضأ کو ختم کرنا،اور دلیل کی بنیاد پر ان کو قریب لانے کی کوشش ہے، نیز حضرات علمأاور ماہرین فلکیات کے درمیان رؤیت ہلال کی وجہ سے رمضان اور عید کے موقع پر جو محاذ آرائی قائم ہوتی ہے کو ختم کرنے کی سعی ہے۔

رؤیت کا معنی:

امام راغب اصفہانی نے رؤیت کا معنی یوں ذکر کیا ہے:" "

"الرُّؤْيَةُ: إدراك الْمَرْئِيِّ، وذلك أضرب بحسب قوى النّفس: والأوّل: بالحاسّة وما يجري مجراها. والثاني: بالوهم والتّخيّل، والثالث: بالتّفكّر، والرابع: بالعقل"3.

رؤیت کا معنی ہے مرئی چیز کا ادراک، اور نفس کی قوتوں کے اعتبار سے اس کی کئی اقسام ہیں، پہلا: حواس اور جو کچھ اس کے قائم مقام ہو کے ذریعے ادراک کرنا، دوسرا وہم تخیل کے ذریعے ادراک کرنا، تیسرا: غور و فکر ادراک کرنا، چوتھا: بذریعہ دماغ سے ادراک کرنا۔

اور علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

"رأي: الرؤية بالعين تتعدى إلى مفعول واحد، وبمعنى العلم تتعدى إلى مفعولين ابن سيده: الرؤية النظر بالعين والقلب"4.

رؤیت سے جب رؤیت بصری مراد ہو تو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اور علم کا معنی مراد ہو تو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے ابن سیدہ جو لغت کے مایہ ناز امام ہیں کے قول کے مطابق رؤیت آنکھ سے دیکھنے اور دل کی بصیرت دونوں پر دلالت کرتی ہے۔

رؤیت کی اصطلاحی تعریف:

شرعاً رؤیت سے مراد تاریکی اور سیاہی کے بعد چاند کا پہلا ظہور ہے[5]۔

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لغوی اعتبار سے رؤیت میں آنکھ سے دیکھنا اور رؤیت علمی دونوں مراد لئے جاسکتے ہیں البتہ علمأ لغت نے یہ وضاحت کی ہے کہ جب "رأي" ایک مفعول کی طرف متعدی ہو تو رؤیت بصری اور اگر دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو رؤیت علمی مراد ہوگی۔

رؤیت سے مراد رؤیت بصری ہے یا رؤیت علمی:

جمہور علماۂ کے نزدیک رؤیت سے مراد رؤیت بصری ہے اور ان کے نزدیک حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان اقدس :

" صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته"۔

سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے، اور رؤیت کا حقیقی معنی رؤیت بصری ہے، اور رؤیت بصری کو وجوب رمضان کا سبب قرار دیتے ہیں۔

جبکہ بعض حضرات رؤیت کو عام لیتے ہیں اور اس حدیث کو رؤیت علمی پر محمول کرتے ہیں، ان کے نزدیک رؤیت کا اصلی معنی: علم وخبر اور گمان کا حاصل ہونا ہے، اس لئے لفظ رؤیت سے مراد علمی رؤیت لیتے ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے۔

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا[6]۔

اور شخص کے لیے اس کا برا عمل آراستہ کر دیا گیا ہو اور وہ اسے اچھا سمجھے اور ان جیسی دوسری آیات سے استدلال کرتے ہیں۔

علامہ کفوی کہتے ہیں:

" جب رؤیت کی اضافت عین کی طرف ہو تو اس کا حقیقی معنی آنکھ سے دیکھنا ہوتا ہے اور قرینے سے رؤیت علمی مجازا مراد لے سکتے ہیں" (7)۔

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رؤیت میں حقیقت (جب اس کی اضافت عین کی طرف ہو) رؤیت بصری ہے اور رؤیت علمی مجازا مراد لی جاسکتی ہے۔

اور عماد مجاہد لکھتے ہیں: بظاہر تو حدیث: "صوموا لرؤيته" میں رؤیت سے مراد رؤیت بصری ہے کیونکہ ایک تو رؤیت ایک مفعول کی طرف متعدی ہے، اور دوسرا قرینہ

"فإن غم عليكم" کے الفاظ ہیں کیونکہ ہلال اور انسان کے درمیان بادل کا حائل ہونا تب ہی ممکن ہو جب رؤیت سے رؤیت بصری مراد ہو[8]۔

لہذا مذکورہ حدیث میں رؤیت کو رؤیت علمی پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔

مسلم ممالک میں رؤیت میں اختلاف کے عوامل درج ذیل ہیں:

غروب افتاب کے بعد رؤیت ہلال کے الگ الگ ہونے کے عوامل ہیں درج ذیل ہیں:

۱_ ممالک کا عرض میں شمالا و جنوبا مسافت کی قلت و کثرت میں مختلف ہونا۔

۲_ ممالک کا طول بلد الگ ہونا۔

۳_ غروت افتاب کے اور سورج و چاند کے اقتران بعد سورج اور چاند کے درمیان زیادہ دوری ہونا یا مسافت کا کم ہونا۔

۴_ چاند کی عرض کی قلت و کثرت اور اس کا شمالی یا جنوبی ہونا۔

۵_ مطلع کا صاف ہونا یا غبار آلود ہونا۔

چاند کے ثبوت میں فلکی حسابات میں علم نجوم سے مدد لینا

علم نجوم کی دو قسمیں ہیں:

1_ حسابی: وہ علم جس سے رفتارِ آفتاب و مہتاب اور تمام کواکب کی گردش معلوم ہوتی ہو جیسے علم التوقیت۔

2_ استدلالی: اس قسم کے ذریعے زمانہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات وحوادث معلوم کئے جاتے ہیں، مثلا فلاں ستارے کے طلوع ہونے فلاں بندے کی موت واقع ہو گی یا فلاں مملکت کا زوال ہو گا۔

علم نجوم کی پہلی قسم جس سے اوقات نماز معلوم ہوتے ہیں، شبوروز کے اجزأ اور قبلہ سمت معلوم ہوتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مطلوب ہے [9]۔

اور رؤیت ہلال کے باب میں علم نجوم سے مراد حسابی ہے، جس سے مراد ستاروں کے بروج ومنازل، سورج اور چاند کی گردش اور اس کے ذریعے اوقات کی تحدید جیسے سورج کا طلوع وزوال اور غروب، محاق میں شمس وقمر کا اقتران، خسوف وکسوف وغیرہ کی تحدید۔

رؤیت ہلال کے باب میں علم نجوم سے مراد استدلالی نہیں جس میں احوال فلکیہ سے احوال زمیں پر استدلال کیا جاتا ہے، یا کسی عظیم شخصیت کی ولادت وموت، یا مصیب وبلأ، یا سعادت وتنگی پر استدلال کیا جاتا ہے [10]۔

لہذا جو حضرات فلکیاتی حساب کو صرف اس وجہ سے رد کرتے ہیں کہ شریعت نے علم نجوم سے منع کیا ہے اور اس بات بطور دلیل پیش ہیں ان کی یہ دلیل مضبوط نہیں ہے۔

ہلال کا معنی:

"سمي الهلال هلالًا لرفع الصوت عند رؤيته، ويسمى بذلك لثلاث ليال، ثم بعده يسمى قمرًا، وسمي الشهر شهرًا لشهرته" (11).

ولادت قمر:

علم فلک کے اصطلاح کے مطابق ولادت قمر سے مراد چاند کا محاق سے ابتدائی سرکنا ہے اور اجتماع شمس وقمر کے چاند کا پیچھے رہ جانا ہے (12)۔

مہینے کی حقیقت فلکیین اور فقہا کی نظر میں:

شرعی مہینہ کم سے ۲۹ دن اور زیادہ سے زیادہ ۳۰ دن کا ہوتا ہے جو مختلف احادیث سے ثابت ہے۔

اور قمری مہینہ فلکیاتی حساب کی رو سے ۲۹ دن، ۱۲ گھنٹے، ۴۴ منٹ کا ہوتا ہے۔

شرعی اعتبار سے قمری مہینے کی ابتدأ چاند کا مغرب کے بعد نظر آنے سے ہوتی ہے۔

"قال ابن رشد: العلماء أجمعوا على أن الشهر العربي يكون تسعًا وعشرين، ويكون ثلاثين، وعلى أن الاعتبار في تحديد شهر رمضان، إنما هو الرؤية، لقوله عليه الصلاة والسلام:"صوموا لرؤيته، وأفطروا لرؤيته. وعنى بالرؤية أول ظهور القمر بعد السؤاد" [13].

ابن رشد کہتے ہیں: کہ علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عربی مہینہ ۲۹ دن کا اور ۳۰ دن کا ہوتا ہے وہ اس اعتبار سے کہ مہینہ کی تحدید میں اعتبار رؤیت کا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب چاند دیکھو تو روزہ رکھوں اور جب دیکھوں تو روزے کے بعد عید مناؤں اور رؤیت کا معنی: چاند کا تاریکی کے بعد پہلی مرتبہ نظر آنا۔

"وقال المازري:الشهر مقطوع بأنه لا بد أن يكون تسعاً وعشرين، فإن ظهر الهلال وإلا، فيطلب أعلى العدد الذي هو ثلاثون، وهو نهاية عدده" (14).

اور مازری اوپر حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: مہینہ یقینی طور پر ۲۹ دن کا ہوتا ہے، لہذا اگر چاند نظر آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ مہینے میں سب زیادہ تعداد کو طلب کا جائے گا اور وہ ۳۰ دن ہے۔

اور علامہ قرافی لکھتے ہیں:

"وأما الأهلة فلم ينصب صاحب الشرع خروجها من الشعاع سببًا للصوم، بل رؤية الهلال خارجٌ من شعاع الشمس هو السبب، فإذا لم تحصل الرؤية لم يحصل السبب الشرعي، فلا يثبت الحكم، ويدل على أن صاحب الشرع لم ينصب نفس خروج الهلال عن شعاع الشمس سببًا للصوم قوله صلى الله عليه وسلم«صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته» ولم يقل لخروجه عن شعاع الشمس" (15).

اور العذب الزلال میں ہے

"الرؤية المعتبرة في تحديد بدء الصوم وانتهاءه هي الرؤية البصرية الواقعة عشية بعد اجتماع القمر بالشمس وخروجه من شعاعها" (16).

روزہ کے شروع ہونے اور ختم ہونے کی تعیین میں وہ رؤیت بصری مراد ہے جو سورج اور چاند کا محاق میں اقتران اور چاند کا روشنی سے نکلنے کے بعد والی شام کو نظر آئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقہاٴ کے نزدیک قمری مہینے کی ابتدأ میں رؤیت بصری ہی مراد ہے، لیکن رؤیت بصری کی دو صورتیں ہیں

1_ رؤیت بغیر واسطے کے، 2_ رؤیت بالواسطہ اور اس سے مراد جدید آلات کی مدد سے چاند کا دیکھنا ہے مثلا دوربین، ٹلسکوب، یہ بھی رؤیت بصری کی ایک صورت ہے اور اس پر سعودیہ عرب کے اکابر علمأ نے جاری کردہ فتوی کے مطابق اگر انسانی آنکھ سے بلاواسطہ چاند نظر نہ آئے بلکہ دوربین کی مدد سے دکھائی دے تو اس پر عمل کیا جائے گا(17)۔

" ماہرینٔ فلکیات کے نزدیک قمری مہینے کی ابتدأ اس وقت ہوتی کہ جب سورج اور چاند محاق میں جمع ہو جائے، اور اس کے چاند سورج کی شعاع سے ہلال کی شکل میں نکلتا ہے اس کو ولادت قمر سے تعبیر کرتے ہیں، اور فلکیین کے نزدیک قمری مہینہ ایک محاق سے دوسرے کے دوران کا زمانہ " (18)۔

دونوں میں فرق یہ ہے کہ فلکیین کے نزدیک مہینے شمس وقمر کے اقتران کے بعد دونوں کے لحہ انفصال سے شروع ہوتا ہے چاہے یہ دن میں ہو یا رات میں، اور فقہاٴ کے نزدیک جب چاند مغرب نظر آئے تب مہینے کی ابتدا ہوتی ہے۔

رہی بات ہلال کی سو شارع نے چاند کا سورج کی روشنی سے نکلنے کو وجوب صوم کا سبب نہیں قرار دیا، بلکہ رؤیت کو قرار دیا ہے، تو جب رؤیت

ثابت نہ ہو تو سبب شرعی نہیں پایا گیا، اس بات کی دلیل کہ شریعت نے چاند کا صرف سورج کی روشنی سے نکلنے کو روزے کے وکوب کا سبب نہیں بنایا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: چاند کی رؤیت کے وقت روزہ رکھو اور چاند کی رؤیت کے وقت افطار کرو اور عید مناؤں، اور یہ نہیں فرمایا کہ چاند کا سورج کی روشنی سے نکلنا۔

رمضان وعید کے چاند میں اسلامی کلینڈر پر اعتما کرنا

اسلامی کلینڈر میں مہینے کی ابتدا اس شام کو غروب افتاب سے ہوتی ہے جس دن چاند محاق سے نقل چکا ہو اور ولادت قمر ہوئی ہو چاہے رؤیت ہلال واقع ہوئی ہو یا نہیں [19] جبکہ شریعت نے روزہ کی فرضیت کا سبب رؤیت کو قرار دیا ہے نہ کہ نفس وجود ہلال کو جیسے اس کی تفصیل گزر گئی، لہذا کلینڈر پر اعتماد کر کے رمضان یا عید کا فیصلہ کرنے سے شریعت کا مقصد تبدیل ہو جائے گا۔

نماز میں فلکیاتی حساب پر عمل اور روزہ حسابات پر عمل نا کرنے کا سبب:

جو حضرات فلکیاتی حسابات پر عمل کرنے کے قائل ان کی طرف سے یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ نماز کے سلسلے میں تو ہم فلکیاتی حسابات پر عمل کرتے ہیں لیکن روزے کے متعلق انہی حسابات کو نا قابل عمل قرار دیتے ہیں روزے اور نماز کے معاملے میں فرق کیوں؟۔

اس سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے میں نماز کا سبب فرضیت اور روزے کے سبب فرضیت کے درمیان فرق سمجھنا ضروری ہے، نماز کا سبب وجوب وقت کا دخول ہے مثلاً جب ظہر کا وقت داخل ہو جائے تو صرف دخول وقت سے ہی نماز فرض ہو جاتی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ (20).

ایک آیت میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ (21).

ان دو آیات کریمہ میں اللہ تعالی نے نماز کے اوقات کو بیان کیا ہے، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نماز نفس دخول وقت سے ہی فرض ہو جاتی ہے، لہذا جب بھی وقت داخل ہو گا اور جس بھی طریقے سے دخول وقت کا علم ہو گا نماز فرض ہو جائے گی جس کا تعلق سورج کی گردش سے ہے، اور چونکہ فلکیاتی حسابات اس حد تک قطعی ہیں، میقات صلاۃ حساب کے ذریعے قطعی طور معلوم کیا جاتا ہے، سورج کا طلوع، زوال، اور غروب کی تحدید منٹوں سے حساب قطعی طور پر معلوم ہو جاتا ہے، اور فلکیاتی حساب کا یہ مرحلہ فقہاً کی تصریحات کے مطابق قطعی ہے اس لئے نماز کے سلسلے حسابات فلکیہ پر مکمل اعتماد کرتے ہیں ہے۔

البتہ روزے کے سلسلے میں شریعت نے رؤیت کو سبب قرار دیا ہے کہ جب چاند نظر آئے تو روزہ فرض ہو گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کہ جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو"، اس حدیث میں روزے کو رؤیت پر موقوف کیا ہے، اور صرف چاند کا سورج کی شعاع سے نکلنے کو سبب نہیں قرار دیا گیا، جیسا کہ نماز کی سلسلے میں فرمایا: کہ ظہر پڑھوں صرف سورج کے ڈھلنے کے وقت۔ لہذا نماز کے سلسلے میں تو فلکیاتی حساب پر عمل کیا جائے گا لیکن روزے کیلئے رؤیت ضروری ہو گی[22]۔

اگر روزے میں بھی صرف فلکیاتی حساب کا اعتبار کیا جائے اور سورج اور چاند کا محاق میں اقتران کے جب چاند سورج سے پیچھے رہ جائے تو روزے کی فرضیت کا حکم دیا جائے تو اس صورت میں شارع کا مقصد ہی تبدیل ہو جائے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس حقیقت سے واقف تھے کہ چاند کا وجود ہوتا ہے لیکن اس کے باجود اگر رؤیت میں صرف بادل حائل ہو، تو تیس دن مکمل کروں۔

"فإن غم عليكم فأكملوا العدة"

اور غم کا معنی ابن منظور یوں ذکر کیا ہے:

"یقال غُمَّ علینا الهلال غَمّاً فهو مَغْموم إذا حال دون رؤیة الهلال غَیْمٌ رَقِیق من غَمَمْت الشيء إذا غَطَّیته" (23).

عرب غُمَّ علینا الهلال غَمّاً فهو مَغْموم اس وقت کہتے ہیں جب چاند کی رؤیت میں باریک بادل حائل ہو، اور یہ عرب کے اس مقولہ سے لیا گیا ہے: "غَمَمْت الشيء" اور اس وقت کہتے ہیں جب اپ کسی جیز کو ڈہانب لیتے ہیں۔

تو رسول اللہ ﷺ کا ان الفاظ کو استعمال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ سول اللہ ﷺ کو یہ معلوم تھا کہ بادل کے پیچھے چاند کا وجود ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی یہ کہا کہ اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس دن مکمل کرلو، اور یہی جمہور علما کا مسلک ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

فإن غم علیکم فاقدروا له کی تشریح:

علمأ کرام کا رسول کریم ﷺ کے قول: "فاقدروا له" کی تشریح میں تین اقوال ہیں:

1۔فإن غمَّ علیکم فاقدروا له أي ضیِّقوا له. یعنی اس میں تنگی کروں، اور مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں بادل کے نیچھے چاند کا

اندازہ لگاؤں، یہ امام احمد بن حنبل اور ان کے متبعین کا قول ہے، اس لئے وہ حضرات ابر آلود ہونے کی صورت میں یوم الشک کو روزہ رکھنا جائز قرار دیتے ہیں اور یہی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے، کہ ان کے نزدیک یوم الشک کا روزہ رکھنا جائز ہے۔

"وقد روي عن أحمد بن حنبل أنه قال:إذا حال دون منظر الهلال غیم، فلیصبح صائماً لعله یکون من رمضان، وکذلك کان یفعل عبد الله بن عمر" (24).

2"-فاقدروا له أي اقدروا له منازل القمر. اگر مطلع ابر آلود ہو تو چاند کے منازل کا حساب لگاؤں، یہ مطرف بن عبداللہ، محمد بن مقاتل، ابن سریج، قفال، قاضی ابو طیب، ابن قتیبہ کا قول ہے، اس لئے وہ اس حدیث سے مہینے کی ابتدا کا ثبوت فلکیاتی حساب کے ذریعے کرنے اور اس کو جائز ہونے پر استدلال کرتے ہیں (25).

3۔ جمہور علمأ جس میں امام ملک، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی شامل ہیں کے نزدیک اس جملے کا مطلب ہے: چاند کیلئے تیس دن کی گنتی مکمل کرو۔

جمہور علمأ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی:

"فأکملوا عدة شعبان ثلاثین"

کو بطور تائید ذکر تے ہیں کہ "فاقدروا له" سے مراد تیس کا شمار مکمل کرنا ہے، جمہور کے نزدیک پہلی حدیث مجمل ہے اور دوسری حدیث اس کی تفسیر ہے، اور مفسر کو مجمل پر محمول کرنا واجب ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

تطبیق:

ان دونوں حدیثوں کی تطبیق میں بھی تین اقوال ملتے ہیں:

1۔ فأکملوا العدة ثلاثین، فاقدروا له کی تفسیر ہے اور یہ جمہور کا مسلک ہے۔

2_ فأكملوا العدة پر اس وقت عمل کیا جائے گا جب مطلع صاف ہو، تو مطلع صاف ہونے باوجود اگر چاند نظر نہ آئے تو پچھلے مہینے کے تیس دن مکمل کئے جائے، اور فاقدروا له پر عمل اس کیا جائے گا جب مطلع ابر آلود ہو، اس صورت میں چاند کے منازل کا حساب لگایا جائے گا۔

۳_ ابن سریج اور ان کے وفقا کہتے ہیں کہ "فأكملوا العدة ثلاثين" سے خطاب عوام کو ہے، لہذا عوام اور وہ لوگ جن کو فلکیاتی حساب کا علم نہیں وہ رؤیت یا شہادت کے ذریعے روزے رکھیں گے۔

اور "فاقدروا له" سے خطاب خواص کو ہے لہذا جن حضرات کو فلکیاتی حساب میں مہارت حاصل ہو یا وہ اس امام کی اتباع کرتے جن کو اس فن کی باریکیاں معلوم ہو اور اس کے ذریعے چاند کا حساب لگا سکتا ہوں وہ اس حدیث پر عمل کریں گے[26]۔

فلکیاتی حساب رؤیت کا متبادل

فلکیاتی حساب کے دو مرحلے ہیں:

سورج و چاند اور کواکب کی گردش، اقتران شمس و قمر، ولادت قمر، سورج و چاند گرہن جیسے حسابات فقہا کی نظر میں بھی قطعی ہیں اسی لئے اوقات صلات کے سلسلے میں ان کا اعتبار کیا گیا ہے۔

البتہ امکان رؤیت ہلال اور چاند کی کتنی عمر ہو تو نظر آئے گا، سافٹ ویر سے رؤیت، قطعی نہیں اس میں چاند کی گردش کے علاوہ سورج کی روشی، مطلع کا صاف اور ابر آلود ہونا اور انسانی آنکھ وغیرہ کا دخل ہوتا ہے؛ اسی لئے شریعت روزے کے معاملے میں فلکیاتی حساب کا اعتبار نہیں کیا[27]۔

اور علامہ عبادی کہتے ہیں:

"کہ جب ماہرین فلکیاتی حساب رؤیت کے محال ہونے پر متفق ہو جائے اور دوسرا یہ کہ فلکیاتی حساب اور اس کے مقدمات قطعی ہیں بھی ہے، اور کوئی گواہ اس کے باوجود بھی گواہی دے تو اس کی گواہی کو رد کیا جائے گا، کیونکہ گواہی زیادہ سے زیادہ ظن کا فائدہ دیتی ہے جبکہ فلکیات مقدمات قطعی ہیں اور ظن قطعیت کا مقالہ نہیں کر سکتی" [28]۔

ماہر فلکیات شبیر احمد کاکاخیل لکھتے ہیں:

حساب دو طرح کا ہوتا ہے ایک میں اختلاف ممکن ہے دوسرے میں نہیں، پہلی صورت میں وہ حساب آتا ہے کہ چاند نظر آنے کے لئے چاند کو افق سے کتنا بلند ہونا چاہئے وغیرہ وغیرہ، اس میں اختلاف ہو سکتا ہے، کیونکہ اس میں انسانی آنکھ ملوث ہے اس لئے یہ فقط اندازے ہوتے ہیں اور عموما تجربے پر منحصر ہوتے ہیں، ان میں جن کا تجربہ اور علم جتنا زیادہ ہو اس کا اندازہ اتنا بہتر ہو سکتا ہے۔

دوسری صورت میں وہ حساب آتا ہے جو ولادت قمر کا ہوتا ہے یعنی چاند کب پیدا ہوا، اس کے حساب میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا کیونکہ یہ انسانی آنکھ سے مبرا ایک کائناتی واقعہ ہے جو پوری دنیا کیلئے ایک ہی لمحے میں ہوتا ہے، اس میں سیکنڈوں کا بھی اختلاف نہیں ہوتا اس لئے یہ قطعیات میں داخل ہے، اس لئے اس استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے(29)۔

اور ڈاکٹر صلاح الدین لکھتے ہیں:

”حساب کی وہ صورت جس میں مشاہدہ کے درجے کا یقین ہو شرعا قابل عمل ہے۔ ولادت قمر کے بعد رؤیت ممکن نہ ہو کا کوئی فلکی قاعدہ مسلم نہیں، اس لئے ولادت قمر کے بعد رؤیت کی خبر وشہادت کو سنا جائے گا اور حقائق کے مطابق ہونے یا نہ ہونے پر عمل کیا جائے گا“(30)۔

چاند کا ثبوت فلکیاتی حساب کے ذریعے:

یہاں بطور تمہید یہ جاننا ضروری ہے کہ مطلع صاف ہو تو یا رؤیت یا پھر تیس دن مکمل کئے جائیں گے اس پر اجماع ہے، البتہ اگر مطلع ابر آلود ہو تو اس صورت میں جمہور علماًاور ان حضرات کا اختلاف ہے جو اس صورت میں فلکیاتی حساب کو معتبر مانتے ہیں(31)۔ جسکی تفصیل درج ذیل ہے

فلکیاتی حساب کے ذریعے چاند کے ثبوت میں قرن اول سے ہی فقہاًکے درمیان اختلاف رہا ہے مذاہب اربعہ کے جمہور فقہاً کے نزدیک چاند کے ثبوت میں فلکیاتی حساب کا شرعا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور جمہور ثبوت شہر کیلئے رؤیت، یا پچھلے مہینے کے تیس دن مکمل کرنے ضروري قرار دیتے ہیں۔

احناف کا مذہب:

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

”قد صرح علماؤنا وغيرهم بوجوب التماس الهلال ليلة الثلاثين من شعبان، فإن رأوه صاموا، وإلا أكملوا العدة، فاعتبروا الرؤية أو إكمال العدة اتباعًا للأحاديث الآمرة بذلك دون الحساب والتنجيم، وقد اتفقت عبارات المتون وغيرها من كتب علمائنا الحنفية على قولهم: يثبت رمضان برؤية هلاله وبعدّ شعبان ثلاثين، ومن المعلوم أن مفاهيم الكتب معتبرة“ (32).

مذہب مالکیہ:

علامہ نفراوی لکھتے ہیں :

”الشارع إنما يعول على الرؤية لا على الوجود، خلافا لبعض الشافعية“ (33).

مذہب شوافع:

علامہ نووی لکھتے ہیں:

”قال الجمهور: ومن قال بتقدير تحت السحاب فهو منابذ لصريح باقي الروايات، وقوله مردود، ومن قال بحساب المنازل فقوله مردود بقوله صلى الله عليه وسلم في الصحيحين " إنا أمة أمية لا نحسب ولا نكتب الشهر هكذا وهكذ". (الحديث). قالوا: ولأن الناس لو كلفوا بذلك ضاق عليهم؛ لأنه لا يعرف الحساب إلا أفراد من الناس في البلدان الكبار، فالصواب ماقاله الجمهور، وما سواه فاسد مردود“ (34).

مذہب حنابلۃ:

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

”لو بنى على قول المنجمين وأهل المعرفة بالحساب، فوافق الصواب، لم يصح صومه، وإن كثرت إصابتهم، لأنه ليس بدليل شرعي يجوز البناء عليه، ولا العمل به، فكان وجوده كعدمه“ (35).

دوسرا قول:

دوسرا قول رؤیت ہلال میں فلکیاتی حساب کے اعتبار کا ہے اور خاص طور پر جب مطلع ابر آلود ہو، فلکیاتی حساب کا اعتبار بڑے بڑے فقہائے نے کیا ہے جن مین تابعین، متقدمین، متاخرین اور معاصرین شامل ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ان میں وہ حضرات بھی ہیں جن کو مجدد عصرہ کا لقب ملا۔

تابعین:

1_ ابن بزبزہ نے امام ملک طرف اس قسم کی روایت نقل کی ہے۔

2_ مطرف بن عبداللہ بن الشخیر جس کو علامہ ذہبی نے امام پیشوا، حجہ جیسے القاب سے نوازہ ہے[36]۔

متقدمین:

1_ احناف میں سے محمد بن مقاتل الرازی جو امام محمد کے شاگردوں میں سے ہیں۔

2_ علامہ، کبیر، صاحب فنون مختلفہ ابن قتیبہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم دینوری امام شافعی کے شاگرد المتوفی ۲۷۶ھ۔

3_ امام شیخ الاسلام، فقیہ اہل عراق ابو العباس احمد بن عمر بن سریج بغدادی قاضی شافعی صاحب306ھ، ۳۰۳میں ان کو

مجدد ألف ثالث

کہا گیا(37)۔

4_ امام، علامہ، فقیہ، اصولی، لغوی، عالم خراسان، ابو بکر محمد بن علی شاشی شافعی قفال کبیر متوفی ۳۶۵ھ، جو اپنے زمانے کے امام صاحب اور تصانیف(38)۔

متاخرین:

1_ امام، علامہ، شیخ الاسلام، قاضی ابو طیب طاہر بن عبداللہ بن طاہر طبری شافعی فقیہ بغداد متوفی ۴۰۵ (39)۔

2_ امام، فقیہ، مجتہد، محدث، حافظ الحدیث، علامہ، شیخ الاسلام، تقی الدین ابو الفتح محمد بن علی بن وہب منفلوطی مالکی شافعی صاحب تصانیف(40) آپ کا اپنے زمانے کا مجدد ہونے پر علما کا اتفاق تھا(41) .

3_ احمد بن علی بن عبد کافی سبکی متوفی 773 جن کو متاخرین شوافع ایک اعلي مقام حاصل ہے.

معاصرین:

1_ محمد رشید بن علی رضا المتوفی ۱۸۶۵ھ۔

2_ محمد بخیت بن حسین المطیعی الحنفی المتوفی ۱۹۳۵ھ آپ فقیہ، مفسر، اصولی، منطقی فلسفی، مدقق اور محقق انسان تھے۔

3_ حکیم الاسلام شیخ طنطاوی المتوفی ۱۹۴۰، آپ عالم فیلسوف اور مفسر تھے، آپ نے الجواہر فی تفسیر القرآن لکھی۔

4_ محمد مصطفي المراغي المتوفي1945۔

5_ شیخ أحمد محمد شاکر المتوفي1958 / آپ محدث فقیہ محقق شخصیت کے حامل تھے۔

یہ حضرات فإن غمي عليكم فاقدروا له کی تشریح استدلوا بمنازله، وقدروا له بمنازله، وقدروا له إتمام الشهر لحسابه سے کرتے ہیں[42]۔

تیسرا قول:

اب چونکہ امت امیت سے نکل چکی ہے اور علم حساب قطعیت کے درجے تک پہنچ چکا ہے جس کے ذریعے مسلمان مہینے کی ابتدا یقینی طور معلوم کرسکتے ہیں اس لئے اب صرف علم حساب ہی پر عمل کیا جائے گا(43)۔

دلائل:

جمہور علماٗ کے دلائل:

1_ جمہور علماٗ حدیث: "صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته" سے استدلال کرتے ہوئے نفس رؤیت کو عبادت قرار دیتے ہیں، محض وسیلہ نہیں، اور رؤیت کو روزے کے فرضیت کا سبب قرار دیتے، جیسے نماز کا سبب فرضیت وقت کا دخول ہے، اور احکام شرعیہ کا مدار علتوں پر ہے لہذا اگر علت (رؤیت) پائی جائے تو حکم (روزہ) بھی پایا جائے گا۔

2_ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اپنے قول:" إنا أمة أمية لا نحسب ولا نكتب" سے فلکیاتی حساب سے استفادے کو منع فرمایا۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ شارع نے ہمیں معرفۃ میقات صوم جس کیلئے ہمیں علم حساب کی طرف رجوع کرنا پڑھے کا مکلف نہیں بنایا، بلکہ عبادات کا تعلق ان مظاہر کونیہ کے ساتھ تعلق قرار دیا ہے جو واضح ہیں، اور عام آدمی کی اس تک رسائی ممکن ہے[44]۔

3_ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: اس حدیث میں روزے کا حکم رؤیت کے ساتھ معلق کیا ہے تاکہ امت حساب کی مشقت سے بچ جائے(45)۔

۴_ علامہ نووی اور علامہ ابن حجر نے علم حساب کے قابل اعتبار نہ ہونے کی وجہ علم حساب کا غیر قطعی ہونا قرار دیا ہے اور یہ کہ فلکیاتی حساب صرف ظن اور تخمین پر مبنی ہے۔

"قال ابن حجر: فقد نهت الشريعة عن الخوض في علم النجوم؛ لأنها حدس وتخمين ليس فيها قطع ولا ظن غالب مع أنه لو ارتبط الأمر بها لضاق إذ لا يعرفها إلا القليل" (46) -

۵_ اور علم نجوم پر عمل کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے کیونکہ اس کا مدار شعبدہ بازی پر ہے اور علم نجوم کے ذریعے رؤیت کو ثابت کرنا ایسا ہے جیسا کہ کاہن کی بات پر عمل کرنا جو شرعاً ممنوع ہے(47)۔

دوسرے فریق کے دلائل:

1_ رؤیت جو حدیث میں ذکر ہے فی نفسہ عبادت نہیں بلکہ یہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے زمانے میں چاند کے دیکھنے کا ممکنہ صورت تھی اور اس کی وجہ حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ عرب اس وقت علم حساب سے ناواقف تھے تو رؤیت امت کے امی ہونے کے ساتھ معلل ہے اور جب علت ختم ہو گئی تو حکم بھی ختم ہو جائے گا اور صرف رؤیت ثبوت ہلال کا واحد ذریعہ نہیں ہو گا(48)۔

2_:" إنا أمة أمية لا نحسب ولا نكتب" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اثبات شہر میں اصل حساب البتہ اس زمانے میں چونکہ یہ اصل ممکن نہ تھا اس لئے اس کے بدل رؤیت کو اختیار کیا گیا ورنہ امت کے امی ہونے کا ذکر کیوں کیا گیا؟ لہذا حساب کی طرف نا جانے کی علت امت کا امی ہونا ہے، اور امت امیت سے نکل گئی، اور علم حساب قطعی درجے پہنچ چکا ہے، تو اب علم حساب پر عمل کرنا جائز ہو گا(49)۔

3_ "فاقدروا له" کا معنی ہے چاند کا منازل کے اعتبار سے حساب لگاؤں، یہ حدیث حدیث دجال کی طرح ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ ایک دن سال کے برابر ہو گا تو صحابہ سوال کیا کہ کیا اس دن ہمارے لئے اتنی نمازیں پڑھنا کافی ہو گا جتنی ہو ایک دن میں پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا:«لا، اقدروا له قدره»(50). تو جس طرح اس حدیث میں اس لفظ سے مراد حساب لگانا ہے اسی طرح روزے پہلی حدیث میں بھی مقصود حساب ہی ہو گا۔

4_"لا نحسب ولا نكتب" میں نفی ہے نہ کہ نہی اور جس طرح امت کو لکھنے سے اس حدیث کی وجہ منع نہیں کیا گیا، بلکہ اس کو عرب کی اس وقت کی حالت کی خبر پر محمول کیا گیا ہے، اسی دوسرے جملے کو بھی خبر دینے پر ہی محمول کیا جائے گا اور اس کے ذریعے علم حساب پر عمل کرنے منع نہیں کیا جائے گا۔

5_ علم نجوم اور علم حساب میں فرق ہے، علم نجوم میں ستاروں اور ان کی گردش سے زمین پر رونما ہونے والے حوادث زمانہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔

جبکہ علم حساب میں ستاروں کی گردش اور نفس رفتار کا حساب لگایا جاتا ہے جو امر تکوینی ہے اور قرآن نے بار بار اس کو بیان کیا ہے اور اس میں غور کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

دلائل پر تبصرہ:

جمہور کا رؤیت کا عبادت دے کر رؤیت کو روزے کا سبب فرضیت قرار دینے کی تائید رسول اللہ ﷺ کے فرمان:"فإن غم عليكم"سے

ہوتی ہے، یہ جملہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وجود ہلال روزہ کے فرضیت کیلئے کافی نہیں بلکہ رؤیت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اس جملے کا مطلب علمائے لغت نے یہی بیان کیا ہے کہ چاند کا وجود تو ہو لیکن رؤیت سے بادل مانع ہو(51) تو اس وقت تیس مکمل کرو۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اسلامی کلینڈر کے ذریعے رمضان و عید کا حکم لگانا شریعت کے حکم کے مخالف ہے جس طرح کہ بعض افراد اس طرح باتیں کر رہے ہیں۔

جمہور علما کی دوسری دلیل کہ رسول اللہ ﷺ نے حساب سے مطلقا منع فرمایا یہ اس زمانے کے اعتبار تو صحیح ہے لیکن "لانحسب" حساب کے عدم جواز اس طرح استدلال نہیں کر سکتے جیسے "لانکتب" سے کتابت کے عدم جواز پر استدلال نہیں کرتے

تیسری اور چوتھی دلیل کہ حساب سے امت مشقت میں پڑھ جاتی، اور یہ کہ حساب قطعی نہیں انکے زمانے کی اعتبار سے تو صحیح ہے لیکن اب علم حساب سے استفادہ کرنا امت کیلئے آسان بھی ہے اور حساب ولادت قمر تک قطعی بھی البتہ اس کے بعد کا مرحلہ قطعی نہیں؛ کیونکہ رؤیت ہلال کے حوالے سے فلکیاتی حساب کے دو مرحلے ہیں:

1_ اقتران اور ولادت قمر تک کے حسابات قطعی ہیں۔

2_ امکان رؤیت: یعنی جب چاند سورج سے جدا ہو جائے تو ایک مدت تک سورج کی روشنی کی وجہ سے نظر نہیں آتا، اور نظر نہ آنے کی مدت کیا ہے؟ اس کی تعیین میں ماہرین فلکیات کا اختلاف ہے اور ان اقوال کے مطابق یہ مدت چاند کی پیدائش کے بعد ۱۵ سے ۳۰ گھنٹوں تک ہے، اور مختلف ماہرین کے مختلف اوقات میں مختلف تجارب کے ذریعے معلوم ہوا ہے، اور چاند کو جو سب سے کم عمر میں دیکھا گیا ہے وہ جب چاند سورج سے ۹ درجے اور تین منٹ دور ہو اور سورج افق کی طرف ۵ درجے چلا جائے اور چاند کی ولادت پر

15.4 گھنٹے گزر گئے ہو، اور اس کو بھی نادر حالت قرار دیا گیا ہے، اور عام حالت میں تب دیکھا جاسکتا ہے جب چاند سورج سے دس درجے اور تیس منٹ دور ہو۔

نیز امکان رؤیت کے سلسلے میں حسابات قطعی نہیں بلکہ اس میں موسم، مطلع کا صاف ہونا اور ابر آلود ہونا، سورج کی روشنی، زمین سے چاند کا زاویہ وغیرہ امور کا بھی دخل ہے اس لئے ثبوت ہلال میں جب تک رؤیت بصری سے نہ ہو تو فلکیاتی حساب کے ذریعے ثبوت ہلال کا حکم نہیں لگایا جائے گا کیونکہ اس صورت میں وہ صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے(52)۔

اس سلسلے میری پاکستان کے معروف ادارہ جامعۃ الرشید میں منعقدہ شعبہ رؤیت ہلال کے ذمہ دار اور ماہر فلکیات جناب مفتی فیصل شاہد سے براہ راست بات ہوئی تو انہوں نے بھی یہی فرمایا:

کہ علم حساب کے دو مرحلے ہیں:

1_ پیمائش: جو فارمولے سے واضح ہوتی ہیں، اور یہ سو فیصد صحیح ہوسکتی ہیں، مثلاً چاند افق سے کتنا بلند ہے؟ یا چاند میں روشنی کتنی ہے؟ چاند کا زمین سے فاصلہ یا سورج سے فاصلہ، یا چاند کا زمین سے دیکھنے کا زاویہ، یہ وہ چیزیں جن کی پیمائش کی جاسکتی ہیں، اس کے معیارات طے ہیں، اور سائنس اتنی باریک تک حساب کرکے بتاسکتی ہے، اور یہ یقینی بھی ہیں۔

2_ امکان رؤیت (چاند کا نظر آنے یا نہ آنے کا فیصلہ): سافٹ ویرز جو بتاتے ہیں کہ چاند نظر آئے گا یا نظر نہیں آئے گا؟ ان کا یہ فیصلہ سو فیصد یقینی نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ سافٹ ویرز کچھ عوامل کو دیکھ کر بتاتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سارے عوامل ہوسکتے ہیں، مثلاً سافٹ ویر بادل کے آنے یا نہ آنے، بارش کے ہونے یا نہ ہونے کا حساب نہیں کرسکتا، موسم گرم ہوگا یا ٹھنڈا ہوگا؟ الودگی اور مطلع کا صاف ہونا یہ ایسے عوامل ہیں جن کا سافٹ ویر حساب نہیں کرسکتا، ابھی سائنس اس لیول پر نہیں کہ ان عوامل کا بھی حساب کرسکے، اس لئے سائنس کے یہ حسابات مختلف شرائط کے ساتھ مقید ہوتے ہیں کہ بادل نا ہو، موسم مناسب ہو، دیکھنے والے کے آنکھیں بھی ٹھیک ہو تو پھر جاکر نظر آسکتا ہے، لہذا انس صورت میں قطعیت نہیں آہوتی، اس میں ظنیت آجاتی ہے، اور یہ ظنیت بھی ایسی نہیں کہ غالب گمان کے درجے کی چیز ہو بلکہ یہ یقین کے قریب کی چیز بھی ہوسکتی ہے اگر اس کا حساب باریکی اور صفائی سے کیا جائے تو کسی مہینے کا چاند ایسا ہوتا ہے کہ اگر بادل نا ہو تو ہمیں یقین ہوتا ہے کہ نظر آئے گا لیکن اس یقین میں ابہام بہرحال ہوتا ہے۔

کبھی چاند نظر نہ آنا یقینی ہوتا ہے کہ چاند ایسے مبہم حالات ہوتے ہیں کہ اتنا یقینی ہوتا ہے کہ اگر کوئی ٹلسکوپ استعمال کی جائے تو شاید نظر آئے نارمل آنکھ نظر نہیں آئے گا، یا بعض دفعہ ٹلسکوپ سے بھی نظر نہیں آتا۔ تو مطلب چاند نظر آنے یا نہ آنے کا فیصلہ جو حساب سے ہوتا ہے اس کو ہم سو فیصد یقینی نہیں کہہ۔

چاند کی نفی فلکیاتی حساب کے ذریعے:

اگر فلکیاتی حساب سے چاند کا دیکھنا ممکن نہ ہو اور گواہ گواہی دینے کیلئے آئے تو اس صورت میں فلکیاتی حساب کی وجہ سے گواہی کو رد کیا جائے یا نہیں؟

متاخرین میں سے علامہ سبکی نے سب سے پہلے اس پر روشنی ڈالی ہے اور انہوں اس صورت میں گواہی کو رد کرنے کا کہا ہے۔

”لو شهد عدلان برؤية الهلال، وقال أهل الحساب: إنه لا تمكن رؤيته قطعًا، فالذي يظهر من كلام أصحابنا أنه لا يلتفت لقول أهل الحساب، وقال السبكي وغيره من الشافعية: إنه لا تقبل الشهادة؛ لأن الحساب أمر قطعي، والشهادة ظنية، والظن لا يعارض القطع“ (53).

"قال العلامة العبادي:"إنه إذا دل الحساب القطعي على عدم رؤيته لم يقبل قول العدل لرؤيته، وترد شهادتهم بها" [54].

"وقال الهيثمي: ووقع تردد لهؤلاء وغيرهم فيما لو دل الحساب على كذب الشاهد بالرؤية، والذي يتجه منه أن الحساب إن اتفق أهله على أن مقدماته قطعية، وكان المخبرون منهم بذلك عدد التواتر ردت الشهادة وإلا فلا" [55].

علامہ سبکی رحمہ اللہ یہ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ شریعت کو پرکنے کا شریعت نے حکم دیا ہے
يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا (56)اسی طرح اگر حس گواہی کو رد کرے تو اس صورت میں گواہی کو رد کیا جاتا ہے؛ لہذا فلکیاتی حساب کے قواعد چونکہ قطعی ہیں اور اس کے ذریعے جب ہلال کی رؤیت محال ہو تو اس صورت میں کوئی گواہی دینے کیلئے آئے تو فلکیاتی حساب کے ذریعے اس کی گواہی کو پرکھا کیا جائے۔

اور مفتی فیصل شاہد فرماتے ہیں:

یہاں یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ "صوموا لرؤيته" کا مطلب یہ تو ہے کہ رؤیت کا فیصلہ سائنس سے نہیں ہوگا بلکہ گواہی سے ہوگا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عدم رؤیت کی فیصلے کیلئے بھی انسانی گواہی کی ضرورت ہوگی یا انسانی کے کہنے پر ہوگا بلکہ عدم رؤیت کا فیصلہ سائنس کی بنیاد پر ہو سکتا ہے عدم رؤیت کی بعض شکلیں بالکل متیقن ہوتی ہیں، مثلاً ابھی چاند پیدا ہی نہیں ہوا، یا چاند سورج سے پہلے ڈوب گیا ہے، یا سورج کے قریب ہے اور سورج کے حالہ جس میں تیز روشنی ہوتی ہے میں اس کی روشنی چھپ جائے اور ایسے مہینے بھی ہیں کہ اس میں ہم گواہی اس لئے نہ لے کہ ہمیں یقین ہوتا ہے کہ چاند نظر نہیں آئے گا۔

حسابات اور جدید سیمولیشنز کے ذریعے گواہی کو جانچنا:

حسابات اور جدید سیمولیشنز کے ذریعے یہ جان سکتے ہیں کہ چاند کب اور کہاں نظر آئے گا، آسمان میں کتنا اونچا ہوگا، اور اس کے نظر آنے کے امکانات کیا ہیں۔ ہم یہ حساب بھی لگا سکتے ہیں کہ غروبِ آفتاب کے بعد چاند کتنی دیر تک اُفق پر موجود رہے گا، اور دیکھا جاسکے گا۔ ہم سافٹ ویئرز اور سیمولیٹڈ تصاویر کی مدد سے پہلے سے معلوم کر سکتے ہیں کہ نظر آنے پر چاند کی شکل کیسی ہوگی۔

سرکاری اور غیر سرکاری رویتِ ہلال کمیٹیاں لوگوں سے چاند دیکھنے کی شہادتیں طلب کرتی ہیں۔ یہاں پر یہ تصاویر ہماری اس طرح مدد کر سکتی ہیں کہ ہم شہادت دینے والے شخص کو تصاویر دکھائے بغیر سوالات کر سکتے ہیں کہ انہوں نے کس وقت چاند دیکھا، چاند کتنا اونچا تھا، سورج کے نزدیک تھا یا دور تھا، ہلال اوپر کی جانب تھا یا اس کی نوکیں پہلو پر تھیں، چاند سورج کے دائیں جانب تھا یا بائیں جانب، وغیرہ۔

تجاویز(Recommendation) :

1_ رؤیت ہلال ایک شرعی مسئلہ ہے اس مملکت خداداد پاکستان میں علماؑ اور حکومت دونوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ رمضان اور عید کے موقع پر جو اختلاف پیدا ہوتا ہے اس کو حل کرنے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔

2_ حضرات علماؑ کرام اور مرکزی کمیٹی کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اختلاف مطالع کا چونکہ بلاد قریبہ میں راجح قول کے مطابق اعتبار نہیں اور جب ایک ملک میں چاند نظر آئے تو قریبی ملکوں کے لئے وہی رؤیت کافی ہوتی ہے اور سب پر روزہ رکھنا فرض ہو

جاتا ہے تو ایک ملک میں جب چاند نظر آئے تو تمام لوگوں کیسے لازم نہیں ہو گا، لیکن اس کیلئے مرکزی کمیٹی اور حضرات علمأ کرام کو ملکر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

3_ حکومت کو چاہیے کہ ہر بڑے شہر میں وہاں کے معتدبہ علمأ کرام اور ایک افسر کی موجودگی میں کمیٹی تشکیل دے اور جب وہ شہادت لی جائے تو اس کو شہادت علی الشہادت کے ذریعے، یا مکتوب کے ذریعے مرکزی کمیٹی کو بھیجا جائے اور مرکزی کمیٹی اس پر اعلان کریں۔

4_ ماہرین فلکیات اور حضرات علمأ کرام کو اس وقت ذمہ داری سے کام لینا چاہئے، چونکہ امکان رؤیت میں فلکیاتی حساب قطعی نہیں، لہذا ماہرین فلکیات اس کو بنیاد بنا کر رؤیت کا فیصلہ نہ کریں۔اور چونکہ ولادت قمر میں فلکیاتی حساب فقہأامت کے تصریحات کے مطابق قطعی ہے اس لئے جب فلکیاتی حساب سے رؤیت محال ہو تو اس دن گواہی قبول نہ کی جائے کیونکہ اس صورت میں اس گواہی کو حس رد کر رہی ہے اور ایسی صورت میں گواہی کو فقہأ نے رد کرنے کا کہا ہے۔

٦_ اسلامی کلینڈر کی بنیاد پر چونکہ رؤیت کا حکم لگانے کی صورت میں شریعت کا مقصد تبدیل ہوتا ہے اس لئے حکومتی کی جانب سے وزرأ کو بیان دیتے وقت احتیاط سے کام لینا چاہئے اور انتشار پھیلانے والے بیانات سے گریز کرنا چاہیے۔

نتائج(Results) :

ا_ جمہور علمأ کے نزدیک "صوموا لرؤیتہ " میں رؤیت سے رؤیت بصری مراد ہے، بعض معاصرین کے نزدیک اس سے مراد علم اور ادراک ہے اور اسی سے فلکیاتی حساب سے استفادے کے جواز پر استدلال کرتے ہیں، لیکن ائمہ لغت کی تصریحات جمہور کے موقف کی تائید کرتی ہے۔

۲_ فلکیاتی اعتبار سے اسلامی دنیا میں اختلاف مطالع ناگزیر ہے، لیکن کیا شرعا اختلاف مطالع کا اعتبار ہے ہو گا یا نہیں اس میں تین اقوال ہیں:

- جمہور امت کے نزدیک اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں۔
- البتہ شوافع اور دوسرے مذاہب کے بعض محققین فقہأ کے نزدیک بلاد قریبہ میں اختلاف مطلاع کا اعتبار نہیں البتہ بلاد بعیدہ میں اس کا اعتبار ہو گا۔
- مطلقا اختلاف مطالع کا اعتبار ہو گا۔

۳_ فلکیاتی حساب جب رؤیت کو محال قرار دے تو کیا اس کو مانع قبول شہادت قرار دیا جائے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک یہ مانع قبول شہادت نہیں، جبکہ علامہ سبکی اور دوسرے متاخرین نے اس مانع شہادت قرار دیا ہے اور اسی کو مجمع الفقہ الاسلامی نے اختیار کیا ہے۔

4_ علم نجوم کی دو قسمیں ہیں:

- حسابی جس سے سورج اور چاند کی رفتار معلوم ہو، اس قسم سے فائدہ لینا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور اسی سے میقات صلاۃ میں استفادہ کیا گیا ہے۔

- دوسری قسم استدلالی ہے جس میں مستقبل میں پیش آنے والے واقعات وحوادث معلوم کئے جاتے ہیں، اور رفتار نجوم سے حوادث ارض پر استدلال کرتے ہیں شرعا اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں، اور رؤیت ہلال میں حساب سے مراد حسابی ہے نہ کہ استدلالی۔

5_ علم فلک کے اصطلاح کے مطابق ولادت قمر سے مراد چاند کا محاق سے ابتدائی سرکنا ہے اور اجتماع شمس وقمر کے چاند کا پیچھے رہ جانا ہے۔

شرعی اعتبار سے قمری مہینے کی ابتدا چاند کا مغرب کے نظر آنے کے بعد ہوتی۔

٦_ جب مطلع ابر آلود ہو تو فلکیاتی حساب کے ذریعے رؤیت کا ثبوت کے بارے تین اقوال ہیں

- فلکیاتی حساب رؤیت ہلال کے ثبوت میں مطلقا غیر معتبر ہے بلکہ رؤیت بصری پر ہی عمل کیا جایئے گا، یہ جمہور کا مسلک ہے۔
- فلکیاتی حساب رؤیت ہلال کے ثبوت میں معتبر ہے البتہ رؤیت بصری پر بھی عمل کیا جایئے گا یہ بعض تابعین، متقدمین، متاخرین، اور معاصرین علماجن کا تعلق مختلف مذاہب سے ہیں۔
- اب صرف فلکیاتی حساب کے ذریعے ہی رؤیت ہلال کا مسئلہ حل کرنا چاہیے، اور اب رؤیت کا اعتبار نہیں۔

7_ جمہور علما کی مطلقا فلکیاتی حساب کو رد کرنے میں دلیل اتنی مضبوط نہیں جتنی کے فلکیاتی حساب کے اعتبار ہونے کی دلیل ہے البتہ چونکہ فلکیاتی حساب کے دو مرحلے ہیں:

1_ سورج وچاند کی گردش، اقتران، ولادت قمر تک کے حسابات قطعی ہیں۔

2_ لیکن جب چاند سورج سے جدا ہو جائے تو ایک مدت تک سورج کی روشنی کی وجہ سے نظر نہیں آتا، اور نظر نہ آنے کی مدت کیا ہے؟ اس کی تعیین میں ماہرین فلکیات کا اختلاف ہے اور ان اقوال کے مطابق یہ مدت چاند کی پیدائش کے بعد ١٥ سے ٣٠ گھنٹوں تک ہے، اور مختلف ماہرین کے مختلف اوقات میں مختلف تجارب کے ذریعے معلوم ہوا ہے، اور چاند کو جو سب سے کم عمر میں دیکھا گیا ہے وہ جب چاند سورج سے ٩ درجے اور تین منٹ دور ہو اور سورج افق کی طرف ٥ درجے چلا جائے اور چاند کی ولادت پر 15.4 گھنٹے گزر گئے ہو، اور اس کو بھی نادر حالت قرار دیا گیا ہے، اور عام حالت میں تب دیکھا جاسکتا ہے جب چاند سورج سے دس درجے اور تیس منٹ دور ہو۔

رؤیت، اور امکان رؤیت کے سلسلے میں حسابات قطعی نہیں بلکہ اس میں موسم، مطلع کا صاف ہونا اور ابر آلود ہونا، سورج کی روشنی، زمین سے چاند کا زاویہ وغیرہ امور کا بھی دخل ہے اس لئے ثبوت ہلال میں جب رؤیت بصری سے نہ دیکھا گیا ہو فلکیاتی حساب معتبر نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے۔

8_ نماز نفس دخول وقت سے ہی فرض ہو جاتی ہے، اور جس بھی طریقے سے دخول وقت کا علم ہو گا نماز فرض ہو جائے گی، اور چونکہ فلکیاتی حسابات اس حد تک قطعی ہیں، اس لئے نماز کے معاملے فلکیاتی حساب کا اعتبار کیا گیا۔

البتہ روزے کے سلسلے میں شریعت نے رؤیت کو سبب قرار دیا ہے، صرف چاند کا سورج کی شعاع سے نکلنے کو سبب نہیں قرار دیا گیا، اور رؤیت کے ثبوت کے بارے میں فلکیاتی حسابات قطعی نہیں ہیں اس لئے ان کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

(1)_القرآن، 55، 5.

Al-Quran, 55, 5.

(2)_القرآن، 21، 33.

Al-Quran, 21, 33.

(3)_ أصفهاني، الحسين بن محمد (المتوفى ٥٠٢)، المفردات في غريب القرآن، تحقيق محمد سيد كيلاني، دارالمعرفة، بيروت، لبنان ٢٨٨.
Isfahani, Al-Hussein Bin Muhammad (deceased 502), Vocabulary in Gharib Al-Qur'an, investigation by Muhammad Sayed Kilani, Dar Al-Ma'rifah, Beirut, Lebanon 288.

(4) _ ابن منظور، محمد بن مكرم (المتوفى: 711هـ)، لسان العرب، دار صادر، بيروت، ط:3(1414 هـ)، 219/14.
Ibn Manzoor, Muhammad bin Makram (deceased: 711 AH), Lisan Al Arab, Dar Sader, Beirut, vol.: 3 (1414 AH), 14/219.

(5)-الفاسي، محمد بن عبد الوهاب، العذب الزلال، شركة النشر والتوزيع المدارس، دار بيضاء، مراكش، ط:1(200)، 15/1.
Al-Fasi, Muhammad bin Abdul-Wahhab, Al-Atheb Al-Zalal, Al-Madaris Publishing and Distribution Company, Dar Al-Bayda, Marrakech, vol.: 1 (200), 1/15.

(6)_القرآن، 35، 8.

Al-Quran, 35, 8.

(7)_ كفوي، أيوب بن موسى الحنفي (المتوفى1094هـ)، الكليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية، المحقق: عدنان درويش، محمد المصري، مؤسسة الرسالة، بيروت، 474/1.
Kafawi, Ayoub bin Musa Al-Hanafi (died 1094 AH), Colleges, A Dictionary of Terminology and Linguistic Nuances, investigator: Adnan Darwish, Muhammad Al-Masry, Al-Risala Foundation, Beirut, 1/474.

(8)_ عماد مجاهد، الأهلة والمواقيت:هلال رمضان ومواقيت الصلاة بين الشرع والفلك، دار أمجد، ط:1، 185.
Imad Mujahid, The Crescents and Times: The Crescent of Ramadan and the Times of Prayer between Sharia and Astronomy, Dar Amjad, I: 1, 185.

(9)_الفاسي، العذب الزلال، 280/1.

Al-Fasi, Al-Atheb Al-Zalal, 1/280.

(10)_ محمد جبر، مهجية إثبات الأهلة، 384/2.

Muhammad Jabr, Methodology to prove the crescents, 2/384.

(11)_ النفراوي، أحمد بن غانم (أو غنيم) المالكي (المتوفى: 1126هـ)الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني، المحقق:رضا فرحات، مكتبة الثقافة الدينية، 699/2.
Al-Nafrawi, Ahmed bin Ghanim (or Ghoneim) Al-Maliki (deceased: 1126 AH) Al-Fawakeh Al-Dawani on the message of Ibn Abi Zaid Al-Qayrawani, investigator: Reda Farhat, Religious Culture Library, 2/699.

(12) _ محمد جبر، مهجية إثبات الأهلة، ٣٩٢/٢.

Muhammad Jabr, Methodology to prove the crescents, 2/392.

(13)_ ابن رشد، محمد بن أحمد (المتوفى : 595هـ)، بداية المجتهد و نهاية المقتصد، مصطفى البابي الحلبي وأولاده، مصر، ط:4 (1395هـ /1975م)، 237/1.
Ibn Rushd, Muhammad bin Ahmad (deceased: 595 AH), The Beginning of the Mujtahid and the End of the Muqtasid, Mustafa Al-Babi Al-Halabi and his sons, Egypt, I: 4 (1395 AH / 1975 AD), 1/237.

(14)_ المازري، محمد بن علي المالكي (المتوفى536هـ)، المعْلم بفوائد مسلم، المحقق: فضيلة الشيخ محمد الشاذلي النيفر، الدار التونسية للنشر، المؤسّسة الوطنية للكتاب بالجزائر، ط:2 (1988م) 44/3.

Al-Marzi, Muhammad bin Ali Al-Maliki (deceased 536 AH), the teacher with the benefits of Muslim, the investigator: His Eminence Sheikh Muhammad Al-Shazly Al-Naifer, the Tunisian Publishing House, the National Book Foundation in Algeria, vol.: 2 (1988 AD) 3/44.

(15)-القرافي، أحمد بن إدريس (المتوفى: 684هـ)، أنوار البروق في أنواء الفروق، عالم الكتب، د.ط. 179/2.

Al-Qarafi, Ahmed bin Idris (deceased: 684 AH), Anwar Al-Barouq fi Anwaa Al-Furuq, The World of Books, d. 2/179.

(16)_ الفاسي، العذب الزلال، 15/1.

Al-Fasi, Al-Atheb Al-Zalal, 1/15.

(17)_ محمد جبر، مهجية إثبات رؤية الهلال، 413/2.

Muhammad Jabr, Methodology to Prove Seeing the Crescent, 2/413.

(18)_عماد أحمد البرغوثي ورفقاءه، الأهلة بين الفلك والفقه، مجلة الجامعة الإسلامية، _246، يونيو، 2004، 227.

Imad Ahmed Al-Barghouti and his companions, The Crescents between Astronomy and Jurisprudence, The Journal of the Islamic University, _246, June, 2004, 227.

(19)_ المصدر السابق.

previous source.

(20)_ القرآن، 17، 78.

Al-Quran, 17, 78.

(21)- القرآن، 30، 17.

Al-Qur'an, 30, 17.

(22)_ القرافي، الفروق، 179/2.

Al-Qarafi, Al-Furuq, 2/179.

(23)_ابن منظور، لسان العرب، 3302/5.

Ibn Manzoor, Lisan Al Arab, 5/3302.

(24)_ ابن العربي، محمد بن عبد الله بن العربي (المتوفى543هـ)، المسالك في شرح موطأ مالك، المحقق: محمد بن الحسين السليماني + عائشة بنت الحسين السليماني، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ط:1(1428هـ، 2007م)، 303/4.

Ibn Al-Arabi, Muhammad bin Abdullah bin Al-Arabi (deceased 543 AH), Al-Masalak fi Sharh Muwatta Malik, investigator: Muhammad bin Al-Hussein Al-Sulaymani + Aisha Bint Al-Hussein Al-Sulaymani, Dar Al-Gharb Al-Islami, Beirut, I: 1 (1428 AH, 2007 AD), 4 /303.

(25)_ الفاسي، العذب الزلال، 201/1.

Al-Fasi, Az-Zalal, 1/201.

(26)_ المفتي شفيع، رؤيت هلال، 406.

The Mufti is an intercessor, Royat Hilal, 406.

(27)_ القرافي، الفروق، 1/2.

Al-Qarafi, Differences, 2/1.

(28)_عبد الله، عبد الله بن عبد الواحد الخميس، مفهوم الحساب الفلكي من ناحية شرعية، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، الرياض، المملكة السعودية العربية، ط:1، 14.

Abdullah, Abdullah bin Abdul Wahid Al-Khamis, the concept of astronomical calculation from a legal perspective, Imam Muhammad bin Saud Islamic University, Riyadh, Saudi Arabia, vol.: 1, 14.

(29)_کاکاخیل، شبیر احمد، فہم فلکیات، مکتبہ دار العلوم کراچی، کراچی، ۱۵۶.

Kakakhel, Shabirahmad, Fahim Falakiat, Dar Al Uloom Karachi Library, Karachi, 156.

(30)_ڈاکٹر حافظ صلاح الدین، رؤیت ہلال کا شرعی اور فلکیاتی جائزہ، تہذیب الافکار، جلد ۴، شمارہ ۱، 23

Dhaktar Hafez Salah al-Din, Seeing Hilal as Sharia or Permissible Philosophy, Refinement of Ideas, Volume 4, Shamara 1, 23

(31)_ محمد جبر، منهجية إثبات الأهلة، 385/2.

Muhammad Jabr, Methodology of Proving Crescents, 2/385.

(32)_ ابن عابدين، تنبيه الغافل والوسنان على أحكام هلال رمضان، رسائل ابن عابدين، 222/1.

Ibn Abidin, Alert the inattentive and the oblivious to the rulings of the crescent of Ramadan, Rasa'il Ibn Abidin, 1/222.

(33)_ النفراوي، الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني، 699/2.

Al-Nafrawi, Fruits Al-Dawani on the message of Ibn Abi Zaid Al-Qayrawani, 2/699.

(34)_النووي، المجموع شرح المهذب، 270/6.

Al-Nawawi, Al-Majmoo' Sharh Al-Muhadhdhab, 6/270.

(35)_ ابن قدامه، المغني، 338/4.

Ibn Qudamah, Al-Mughni, 4/338.

(36)_ الذهبي، عبد الله بن عثمان (المتوفى 748هـ)، سيرأعلام النبلاء، شعيب أرنووط ورفقاءه، موسسة الرسالة، بيروت، لبنان، ط:3 (1985هـ)، 187/4.

Al-Dhahabi, Abdullah bin Othman (died 748 AH), Sirs of the Nobles, Shoaib Arnout and his Companions, Al-Risala Foundation, Beirut, Lebanon, vol. 3 (1985 AH), 4/187.

(37)- الذهبي، سيرأعلامالنبلاء، 201/14.

Al-Dhahabi, Sir A'lam al-Nubala, 14/201.

(38)_ المصدر السابق 284/16.

previous source 16/284.

(39)_ المصدر السابق 669/17

previous source 17/669

(40)_المصدر السابق، 688/17.

The previous source, 17/688.

(41 -(https://islamonline.net/%

(42)_ القرطبي، محمد بن أحمد (المتوفى 671 هـ)، الجامع لأحكام القرآن، تحقيق هشام سمير البخاري، دار عالم الكتب، الرياض، المملكة العربية السعودية، ط: 1423 هـ/ 2003 م، 342/2.

Al-Qurtubi, Muhammad bin Ahmad (died 671 AH), The Collector of the Rulings of the Qur'an, investigated by Hisham Samir Al-Bukhari, Dar Alam Al-Kutub, Riyadh, Saudi Arabia, I: 1423 AH / 2003 AD, 2/342.

(43)_ المصدر السابق 14.

previous source 14.

(44)_ عبد الله الخميس، عبد الله بن عبد الواحد الخميس، مفهوم الحساب الفلكي من ناحية شرعية، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، الرياض، المملكة السعودية العربية، ط:1، 15.

Abdullah Al-Khamis, Abdullah bin Abdul Wahid Al-Khamis, the concept of astronomical calculation from a legal perspective, Imam Muhammad bin Saud Islamic University, Riyadh, Saudi Arabia, vol.: 1, 15.

(45)_ ابن حجر، فتح الباري، 127/4.

Ibn Hajar, Fath Al-Bari, 4/127.

(46)_ ابن حجر، فتح الباري، كتاب الصوم، دار المعرفة، 127/4.

Ibn Hajar, Fath Al-Bari, The Book of Fasting, Dar Al-Maarifa, 4/127.

(47)_ عبد الله الخميس، مفهوم الحساب الفلكي من ناحية شرعية، 17.

Abdullah Al-Khamis, the concept of astronomical calculation from a legal perspective, 17.

(48) _شاكر، أوائل الشهور العربية هل يجوز إثباتها بالحساب الفلكي، 13.

Shaker, The beginning of the Arab months, is it permissible to prove them by astronomical calculation, 13.

(49)_ المصدر السابق 13

previous source 13

(50) _ مسلم، الجامع الصحيح، رقم الحديث:٢٩٣٧، 2250/4.

Muslim, Al-Jami Al-Sahih, Hadith No.: 2937, 4/2250.

(51)_ابن منظور، لسان العرب، 3302/5.

Ibn Manzoor, Lisan Al Arab, 5/3302.

(52_(https://muftitaqiusmani.com/ar/٪d%8b1

(53)_ ابن عليش، محمد بن أحمد، فتح العلي المالك في الفتوى على مذهب الإمام مالك، (1217 - 1299 هـ) 444/1.

Ibn Alish, Muhammad bin Ahmed, Fath al-Ali al-Malik in the fatwa on the doctrine of Imam Malik, (1217 - 1299 AH, 1/444).

(54)_ القليبوبي، أحمد بن أحمد، حاشيتان على شرح جلال الدين المحلي على منهاج الطالبين، تحقيق مكتب البحوث والدراسات، دار الفكر، (1419هـ - 1998م)، 63/2.

Al-Qaliboubi, Ahmed bin Ahmed, two footnotes to Jalal Al-Din Al-Muhalli's explanation of the two students' curriculum, investigation by the Office of Research and Studies, Dar Al-Fikr, (1419 AH - 1998 AD), 2/63.

(55)_ الهيثمي، أحمد بن حجر (المتوفى : 974هـ)، تحفة المحتاج في شرح المنهاج، موقع الإسلام، 222/13.

Al-Haythami, Ahmed bin Hajar (deceased: 974 AH), Tuhfat al-Muhtaj fi Sharh al-Minhaj, Islam website, 13/222.

(56)_ القرآن ، 49، 6.

Quran, 49, 6.